قصیدہ در مدح سید شباب جنت ابن رسولؐ ولدِ علیؑ و بتولؑ حضرت امام حسینؑ

لسان الشعراء جناب سید مجاور حسین نقوی تمنّاؔ جائسی

نہ جانے کس کے شوق دید میں ہیں جا رہے تارے
کہ مُڑ کر ساتھیوں کو بھی نہیں اب دیکھتے تارے

حسینؑ ابن علیؑ پیدا ہوئے ذرے بنے تارے
ضیا سے چہرۂ پُرنور کی شرما گئے تارے

نہ طعنہ زن ہوں کیوں مہتاب پر چھوٹے بڑے تارے
کہ نکلیں گی جناب سیدہؑ اب دیکھنے تارے

مرے مولا ترے حُسن عقیدت کے وہ ہیں عالم
دکھائی دیتے ہیں گردوں پہ جو چھوٹے بڑے تارے

سماں اس رات کا ہے آسماں پر دید کے قابل
مہِ نو کی کہیں ضو ہے کہیں چھٹکے ہوئے تارے

کوئی کہہ دے نجومی اب اُٹھا رکھیں حساب اپنا
کہ مالک آج کل ہیں دن کے ذرّے رات کے تارے

ہوئے تھے چشمکوں سے برق کی پہلے تو شرمندہ
مگر جب ابر کا پردہ ہٹا تو ہنس پڑے تارے

نہ جانے ہے یہ جلوہ کہکشاں کا آج گردوں پر
کہ دوہری باندھ کر صف سوئے یثرب ہیں چلے تارے

ترے ملبوس پر اے چرخ اب نظریں نہیں تھمتیں
ازل کے دن ٹکے تھے کیا اسی شب کے لئے تارے

مٹا شکوہ مریض ہجر کو اب تیرہ بختی کا
خوشی سے قلب یوں چمکا بنے سب آبلے تارے

یہ کس کے حسن نے کی دفعتاً ایسی کشش پیدا
کہ سینوں سے کھنچے دل، اور گردون سے کھنچے تارے

بنایا ہے جسے مشتاق نظروں نے ملائک کی
اُسی تار نگہ کے جال میں اب ہیں پھنسے تارے

سوم شب ماہ شعباں کی کچھ اس انداز سے آئی
کہ خود اپنی تجلی دیکھ کر ہنسنے لگے تارے

نہیں بے وجہ ان کا جھلملانا آج گردوں پر
کسی کے حُسن روز افزوں کے دیتے ہیں پتے تارے

یہ کس کے پرتو رخسار سے کیا جانے شرم آئی
کہ گر کر خاک میں چھپنے لگے ٹوٹے ہوئے تارے

حباب بحر وقت صبح پانی پر یہ تاباں ہیں
اُبھر آئے ہیں یا سب چرخ کے ڈوبے ہوئے تارے

خجل ہوتے نہ کیوں اس شب کو انجم ضو سے زرّوں کی
کہ وہ نزدیک کے تارے تھے اور یہ دور کے تارے

سحر نے آسماں پر جب کہ پوشاک شفق بدلی
تو جو پہلے رو پہلے تھے سُنہرے وہ ہوئے تارے

زمیں سے آسماں تک آج یہ کس کی ضیا پھیلی
کہ گلشن میں کھلے گل اور گردوں پر ہنسے تارے

نچھاور کررہا تھا کچھ ضرور اس شب کو گردوں بھی
مگر کیا جانے وہ موتی تھے یا تھے چرخ کے تارے

سحر کو اُوس کے قطروں کا اُڑنا یہ بتاتا ہے
کہ مرکز پر چلے پھر رات کے ٹوٹے ہوئے تارے

نظر کرنا رُخِ پُرنور پر کب شہ کے آساں تھا
ہنسی بجلی بھی یوں شرما کے بادل میں چھپے تارے

جو آغوش جناب سیدہؑ میں آج ہے بچہ
اسی کو آنکھیں کھولے رات بھر ڈھونڈھا کئے تارے

کہیں جس کو رسولؐ حق خود اپنی آنکھ کا تارا
نہ ہوں بے چین کیوں افلاک پر اُس کے لئے تارے

جہاں کا ذرّہ ذرّہ ہو منور جس کے پرتو سے
بچھائیں کیوں نہ آنکھیں اپنی اُس کے واسطے تارے

تمنّاؔ شبّرؑ و شبّیرؑ کے رتبوں کا کیا کہنا
زمانے میں اُتر آئے تھے یہ دو عرش کے تارے